BA Part-III

Paper-V

رحمت عالم

سوال نمبر ۱: غزوہ بدر سے متعلق تاریخی حقائق بیان کریں:

جواب: تاریخ اسلام میں مسلمانوں اور کفار کے درمیان یہ باضابطہ پہلی جنگ ہے۔ یہ جنگ ماہ رمضان المبارک سن ۲ ہجری میں واقع ہوئی۔ بدر ایک چاہ یعنی کنویں کا نام ہے۔ مکہ سے تقریباً دو سو میل اور مدینہ سے قریب ۸۰ میل کے فاصلے پر بدر کا مقام واقع ہے۔ یہاں سے ایک راستہ سیدھے شمال کی جانب شام کو جاتا ہے اور دوسرا راستہ مشرق کی طرف مدینہ کو جاتا ہے۔ بدر پہاڑیوں میں گھرا ہوا ایک وادی ہے جس کے بیچوں بیچ سے سڑک گزرتی ہے۔

ہجرت رسول کے زمانہ سے غزوہ بدر سے پہلے تک مسلمانوں اور کفار کے درمیان چھوٹے چھوٹے معرکے تو ہوتے رہے لیکن باقاعدہ صف بستہ لڑائی کی نوبت نہیں آئی تھی۔ لیکن بدر کی لڑائی نے اس ریتیلے میدان کو دوامی شہرت بخش دی۔ اس مختصر سی لڑائی میں ایک جانب سے ستر آدمی مارے گئے اور فاتح فوج کے چودہ مجاہدین جام شہادت حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ اس معرکے نے تاریخ عالم میں وہ مقام حاصل کر لیا جو سالہا سال کی طویل جنگوں کو حاصل نہ ہو سکا۔ تاریخ اسلام میں جنگ بدر کی تفصیل کچھ یوں بیان کی جاتی ہے۔

ہجرت کے دوسرے سال رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کا ایک دستہ روانہ کیا۔ عبداللہ بن جحش اس دستے کے سپہ سالار مقرر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک تحریری فرمان عطا کیا اور ہدایت فرمائی کہ دو دن کی مسافت طے کرنے کے بعد پڑھیں اور اس پر عمل کریں۔ عبداللہ نے حکم کی تعمیل کی اور حسب ارشاد دو دن کے بعد ارشاد نبوی پڑھا۔ اس میں تحریر تھا۔

" یہ تحریر پڑھنے کے بعد تم مکہ اور طائف کے درمیان مقام نخلہ کی طرف بڑھنا اور وہاں قریش کے قافلہ کا انتظار کرنا اور اس کے حالات سے باخبر رہنا۔"

سالار دستہ نے یہ فرمان اپنے ساتھیوں کو سنایا اور مجاہدین مقام نخلہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ان کے دو ساتھی حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عتبہ بن غزوان اونٹوں کی تلاش میں پیچھے رہ گئے تھے۔ قریش کہیں قریب سے گزر رہے تھے انہوں نے ان کو گرفتار کر لیا۔ اس وقت تک عبداللہ بن جحش اپنے ساتھیوں سمیت نخلستان پہنچ گئے تھے۔

آخر رجب کی آخری تاریخ کو قریش کا قافلہ وہاں اترا۔ عمرو بن حضرمی سالار قافلہ تھا۔ مجاہدین نے جب قریش سے انتقام سے چار رکن تو انہیں ان کے مظالم یاد آ گئے۔ ماہ حرام یعنی ان مہینوں میں جنگ نہیں کرنے کے باوجود آپس میں صلاح و مشورہ کے بعد آخر یہ فیصلہ کیا گیا کہ قریش پر حملہ کر دیا جائے۔ چنانچہ مجاہدین میں سے ایک نے تیر پھینکا اور عمرو بن حضرمی کو ہلاک کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی قریش کے دو آدمیوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ غرض عبداللہ بن جحش اور ان کے ساتھی قافلے کا مال اور قیدیوں کو لے کر مدینہ آئے اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

" میں نے یہ حکم نہیں دیا تھا کہ ماہ حرام میں جنگ کرو۔"

اس وجہ سے آپ نے مال غنیمت میں سے کچھ حصہ نہ لیا۔ اور قیدیوں کی نگرانی کی تلقین فرمائی۔ عبداللہ بن جحش اور تمام مجاہدین اپنے کئے پر بہت شرمندہ ہوئے۔ قریش کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے مسلمانوں کے خلاف زہر اگلنا شروع کر دیا کہ دیکھو وہ لوگ ماہ حرام میں بھی قتل و غارت سے باز نہیں آتے۔ بعض مسلمانوں نے بھی اس جنگ میں شامل مجاہدین کی لعن و طعن سے باز نہیں آئے۔ انہیں ایام میں فرمان باری تعالیٰ نازل ہوا۔ اس کا ترجمہ یوں ہے۔

" لوگ آپ سے ماہ حرام میں جنگ کرنے کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ ان سے کہہ دیجئے کہ اس ماہ میں جنگ کرنا بڑا گناہ ہے۔ مگر لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنا اس کا انکار کرنا اور مسجد حرام میں نہ جانے دینا اس سے بھی بدتر گناہ ہے اور فتنہ قتل سے بھی بڑھکر ہے۔ یہ لوگ تم سے برابر لڑتے رہیں گے یہاں تک کہ اگر بن پڑے تو تمہیں دین سے برگشتہ کر دیں۔"

جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ کیونکہ اس کی رو سے دین فطرت کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے اور مسلمانوں کو تکلیفیں پہنچانے کے فتنے قتل اور ظلم سے بھی بدتر گناہ ہے۔ اس لحاظ سے حضرت عبداللہ کی قریش کے خلاف فوجی کارروائی جسے پہلے ناجائز سمجھی گئی تھی وہ حق بجانب قرار دیا گیا تھا۔ چنانچہ مال غنیمت تمام حصہ داروں میں برابر تقسیم کر دیا گیا۔ ساتھ ہی قیدیوں کی نگرانی بھی کڑی کر دی گئی۔

پیغمبرانہ فراست: قریش نے بڑی کوشش کی کہ کچھ دے کر یعنی فدیہ وغیرہ دے کر اپنے قیدیوں کو رہا کرا لیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بدلے میں اپنے دو آدمیوں حضرت سعد اور حضرت عتبہ کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اگر مسلمان قیدیوں کو انہوں نے قتل کر دیا ہو گا۔ تو قریش کے قیدیوں کو بھی اس پاداش میں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔ قریش نے اس وقت تک قیدیوں کو کوئی گزند نہیں پہنچایا تھا لہذا انہیں فوراً رہا کر دیا جس کے جواب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے آدمیوں کو رہا کر دیا۔ ان میں سے ایک خوش نصیب شخص حکم بن کیسان نے اسلام قبول کر لیا جبکہ دوسرا مکہ چلا گیا اور حالت کفر میں اسی دنیا سے رخصت ہوا۔

قریش کا غیظ و غضب: قریش مکہ نے جب مسلمانوں کے ہاتھوں عمرو بن حضرمی کی موت کا حال سنا تو غصہ سے حسد سے جلنے لگے۔ انہوں نے تہیہ کر لیا کہ مسلمانوں کو نیست و نابود کر کے ہی دم لیں گے۔ اور اپنا کھویا ہوا وقار بحال کرنے میں سر دھڑ کی بازی لگا دیں گے۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لئے مکہ میں زور و شور سے جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔

مدینہ میں منافقوں کا سردار عبداللہ بن ابی تھا وہ مسلمانوں کی جمعیت اور قوت کو دیکھ کر غیظ و غضب کی آگ میں جل رہا تھا۔ مکہ سے اشارہ پاتے ہی اس نے اپنی فتنہ پرور سرگرمیوں کو تیز کر دیا۔ اس نے مدینہ کے یہودیوں کو بھی اپنا شریک کر لیا تھا۔ اور عرب کے قبائل کو بھی اسلام کے خلاف جنگ کرنے پر ابھارنے لگا۔

قریش کو اب تک اس کا افسوس تھا کہ مسلمان مکہ سے بچ کر نکل گئے۔ اگر وہ ان کو اسی وقت ٹھکانے لگا دیتے تو عروج اسلام کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔ عام عرب سرداروں کو مسلمانوں سے اسی وجہ سے نفرت تھی کہ اسلام نے مساوات، بھائی چارگی اور محبت کا جو پیغام دیا تھا اس سے ان کے جاہ و جلال پر زد آ رہا تھا۔ اسی طرح مسلمان ان کی نظروں میں کانٹوں کی طرح کھٹکتے تھے۔ اسلام سے قبل مدینہ میں عبداللہ بن ابی کی بڑی شان تھی۔ وہ بادشاہی کے خواب دیکھ رہا تھا۔ اور مدینہ کے لوگ اسے تاج پہنانے کی تیاریاں کر رہے تھے لیکن اسلام کے پرچار نے اس کے آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا اور یہی حال دوسرے سرداروں کا بھی تھا۔

آخر کفار مکہ نے انصار مدینہ سے مطالبہ کیا کہ وہ مہاجرین کو ان کے حوالے کر دیں کیونکہ وہ ان کو دھوکہ دے کر وطن سے نکال کر لے گئے ہیں۔ لیکن یہ بات بن نہ پائی تو ان لوگوں نے مسلمانوں کے نام و نشان مٹانے کے طرح طرح کی چالیں چلنے لگے۔ جب قریش کے تمام چالیں اور تدابیر ناکام ہو گئیں تو انہوں نے ان قبائل کو جو مکہ اور مدینہ کے درمیان رہتے تھے اسلام کے خلاف اکسانا شروع کر دیا۔

ایک مرتبہ قریش مدینہ کی چراگاہوں پر حملہ آور ہوا کر مسلمانوں کے بہت سے اونٹ ہانک لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم ہوا کہ اب جو گروہ دشمن نے اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لئے تلوار اٹھائی ہے اس کے آپ بھی مدافعت میں تلوار اٹھا سکتے ہیں۔ مگر اس حکم کے ساتھ یہ شرط بھی لگا دی کہ صرف ان لوگوں سے جنگ کرو جو تلوار اٹھانے میں پہل کریں۔ خود مسلمانوں کو پہل کرنے سے روک لگا۔ اس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاطی تدبیر کے طور پر مسلمانوں کو لشکر کی تیاری کا حکم جاری فرما دیا۔ حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کفار کی کثرت دیکھی تو بارگاہ الٰہی میں فتح کی دعا کے واسطے سجدے میں گر گئے اور دعا فرمائی۔

"اے میرے رب! اگر یہ مٹھی بھر مسلمان مٹ گئے تو روئے زمین پر تیرا کوئی نام لیوا نہیں رہے گا۔"

پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اور قرآن کریم کی یہ آیت بلند آواز سے پڑھی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ "عنقریب دشمن کو شکست فاش ہو گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔"

مقابلہ: ۱۷ رمضان ۲ ہجری کو جنگ کا آغاز ہوا۔ پہلے عمرو بن حضرمی کا بھائی آگے بڑھا مگر ایک غلام کے ہاتھوں مارا گیا۔ اس کے بعد قریش کے لشکر کا سردار عتبہ بڑی شان سے نکلا۔ اس کے ساتھ ولید اور شیبہ بھی آگے بڑھے۔ ادھر مسلمانوں کی طرف سے تین انصاری مقابلے کو آئے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانے سے وہ پیچھے ہٹ گئے۔ اب آپ نے حضرت حمزہ، حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت عبیدہ کو میدان میں بھیجا۔ تینوں قریشی مسلمان بہادروں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ اس کے بعد عام جنگ شروع ہوگئی۔ دونوں طرف کے بہادر جی توڑ کر جنگ میں مصروف ہوگئے۔ ابوجہل دو انصاری نوجوانوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ بڑے بڑے سرداران قریش کو مرتے دیکھ کر فوج کے قدم اکھڑ گئے۔ مسلمانوں نے تعاقب کیا، ستر کافروں کو گرفتار کیا اور اتنے ہی آدمی مارے گئے۔ اس جنگ میں چودہ مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔

نتائج: جنگ بدر نے ثابت کر دیا کہ ہار جیت سامان جنگ اور فوج کی قلت اور کثرت پر منحصر نہیں۔ بلکہ اصل چیز ایمان کی قوت ہے۔ اسی ایمان کی بدولت مسلمانوں نے جرأت اور اعتماد سے مقابلہ کیا اور فتح حاصل کی۔

جنگ بدر میں مسلمانوں کی کامیابی نے قریش کی قوت کو توڑ دیا اور اسلام کی بنیاد کو مضبوط کر دیا۔
یہودی اور مدینہ کے ارد گرد کے قبائل بہت مرعوب و متاثر ہوئے اور سمجھ گئے کہ خدا کا ہاتھ واقعی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔ اور اس طرح اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس جنگ کے بعد بہت سے اشخاص اسلام میں داخل ہوگئے۔ اس خدائی فیصلے نے ایک طرف مخالفین کی کمر توڑ دی تو دوسری طرف مسلمانوں نے بھی ان وعدوں کو پورا ہوتے دیکھ لیا جو بارہ سالوں سے متواتر ان سے کیے جا رہے تھے اور جن کی تقویت پر وہ ہر قسم کی تکالیف جھیل رہے تھے۔

قیدیوں سے نیک سلوک: میدان جنگ میں جو قیدی پکڑے گئے ان کے ساتھ برابری کے سلوک کا حکم ہوا۔ ان کو وہی لباس اور خوراک دی جاتی جو مسلمان خود استعمال کیا کرتے تھے۔ بعض قیدیوں کو فدیہ لیکر اور بعض نادار قیدیوں کو بغیر فدیہ کے ہی چھوڑ دیا گیا۔ ان میں سے جو لوگ تعلیم یافتہ تھے ان سے فدیہ یہی کافی سمجھا گیا کہ وہ دس دس بچوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں۔

جنگ بدر کے حوالے سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ مدینہ کے یہودیوں میں ایک قبیلہ بنی قینقاع کا تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک یہودی سنار نے ایک مسلمان عورت کی بے حرمتی اور بے عزتی کی۔ اس مسلمان عورت کے شور مچانے پر وہاں مسلمان جمع ہوگئے۔ ایک مسلمان نے غیرت کے جوش میں آکر اس یہودی سنار کو قتل کر ڈالا۔ اس پر یہودیوں نے جمع ہو کر اس مسلمان کو شہید کر ڈالا۔ بارگاہ رسالت میں اس واقعہ کی اطلاع پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے فرمایا کہ
"مسلمانوں کو تکلیف پہنچانا بند کرو، عہد و پیمان کا خیال کرو ورنہ قریش کی طرح ذلت و خواری کے لیے تیار ہو جاؤ"
اس پر یہودیوں نے متکبرانہ جواب دیا کہ
"آپ مغرور نہ ہوں۔ آپ نے جن لوگوں سے جنگ کی ہے جنگ کے فن سے نا آشنا تھے اور وہ ناتجربہ کار تھے۔ اسی وجہ سے آپ نے غلبہ حاصل کر لیا۔ اگر ہم سے جنگ کی نوبت آئی تو ہم آپ پر واضح کر دیں گے کہ ہم کیا ہیں اور کس قسم کے لوگ ہیں؟"
ایسے حالات میں مسلمان یہودیوں سے جنگ کرنے پر مجبور ہوگئے۔ مسلمانوں نے یہودیوں کے گھروں کا محاصرہ کر لیا اور خوراک اور رسد کا ناطقہ بند کر دیا۔ اس پر مجبور اور لاچار ہو کر ان لوگوں نے مسلمانوں کی اطاعت قبول کر لی۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو ان کی رائے ہوئی کہ یہودیوں کو قتل کر دیا جائے۔ لیکن بعد میں عبداللہ بن ابی عبادہ بن صامت نے سفارش کی تو آنحضرت نے اس شرط پر جان بخشی کی کہ یہودی مدینہ کے اطراف سے باہر نکل جائیں۔ چنانچہ موقع غنیمت جان کر یہودیوں نے یہ شرط مان لی۔ اور اس طرح شہر چھوڑ کر دوسرے علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے۔

جنگ بدر میں قریش کے تقریباً تمام بڑے سردار مارے جا چکے تھے جن میں ابوجہل اور ابولہب جیسے بدترین دشمنان اسلام بھی شامل تھے۔ اب مکہ کی انتظامی باگ ڈور ابوسفیان کے ہاتھ میں تھی۔ وہ قریش کی ناکامی اور خفت کو

کو مٹانا چاہتا تھا کہ قریش میں ابھی بہت دم خم باقی ہے اور وہ مسلمانوں کو پوری طرح کچلنے کی طاقت اور صلاحیت رکھتے ہیں۔

ابوسفیان نے بھی شروع میں بہت مزاحمت کی۔ لیکن بالآخر وہ بھی اپنا ہتھیار ڈال دیا۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ طاقت کے مظاہرے کے لیے اس نے سات سو پیادوں اور دو سو سواروں کا لشکر تیار کیا اور لے کر مدینے کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں لوٹ مار کرتا ہوا اور آبادیوں کو اجاڑتا ہوا مدینے کے قریب پہنچ گیا اور مقام عریض پر جا کر پڑاؤ کیا۔ اس جگہ ابوسفیان کو دو شخص ملے جن میں ایک انصاری تھا۔ ابوسفیان نے ان دونوں کو قتل کر دیا اور آبادی کے دو گھروں میں آگ لگا دی۔ اس کے علاوہ ایک نخلستان کو بھی نذر آتش کر دیا۔ اس کاروائی سے اس کے دل کو کچھ سکون ملا کہ اس نے جنگ بدر کا بدلہ لے لیا۔ لیکن اس کے دل میں یہ ڈر پیدا ہو گیا کہ اگر مسلمانوں کو یہ خبر ہو گئی تو پھر اس کی خیر نہیں ہے۔ اس لیے خوف زدہ ہو کر بڑی تیزی سے اپنے لشکر کو لے کر واپس مکے آ گیا۔

اس عرصہ میں مدینے کے مسلمانوں کو ابوسفیان کی کارروائی کا علم ہو گیا۔ رسول اکرم اصحاب کی ایک جماعت لے کر ابوسفیان کا پیچھا کیا اور ایک مقام قرقرۃ الکدر تک پہنچ گئے۔ ابوسفیان کے ساتھیوں کے پاس غذا کے طور پر ستو کی بوریاں تھیں جو لشکر کے لیے بوجھ بنی ہوئی تھیں۔ واپسی پر یہ بوجھ ہلکا کرنے کے لیے انہوں نے کچھ فاصلہ پر گرا دیں۔ مسلمانوں نے وہ بوریاں جمع کر لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کا مزید پیچھا کرنا مناسب نہیں سمجھا اور اسلامی دستہ واپس مدینہ آ گیا۔

ابوسفیان کے ناکام حملے اور بزدلانہ واپسی کی خبریں عرب میں مشہور ہو گئیں اور یہ بات بھی واضح طور پر ظاہر ہو گئی کہ اللہ کے فضل و کرم سے مسلمانوں میں اتنی قوت ایمانی پیدا ہو چکی ہے کہ قریش کے بڑے بڑے سردار ان سے خوف کھاتے ہیں۔ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی مکمل فتح نصیب ہوئی۔ اور اس طرح کفار کی طاقت اور قوت بتدریج کم ہوتی گئی۔

اس طرح مذکورہ غزوہ اور سریہ کے علاوہ مسلمانوں اور کفار کے درمیان اور بھی کئی جنگیں ہوئیں۔ جیسے قبیلہ بنی قینقاع سے لڑائی، موتہ کی جنگ، ہوازن اور بنو ثقیف کے درمیان معرکہ اور جنگ تبوک کی لڑائی۔ اور ان معرکوں میں کئی نہ کئی مسلمان فتح یاب ہوئے۔ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو ذلیل و خوار اور پسپا ہونے سے بچایا۔ اور پھر ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ سارے عرب میں اسلام کا بول بالا ہو گیا۔